تحریر برائے تصدیق

کتاب مُستطاب
شیخ عبدُالقادِر جیلانی اور مَقامِ غوثیتِ کُبریٰ

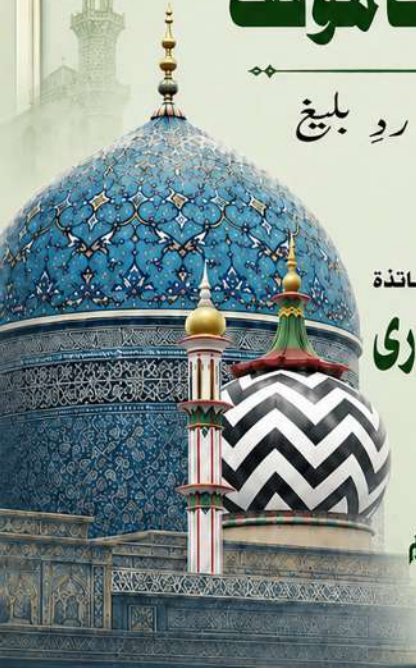
مقامِ غَوثیتِ کبریٰ

اور اعلیٰ حضرت کا موقف

بعض شاذلینِ زمانہ کا ردِ بلیغ

تحریر

پیر طریقت، رہبر شریعت،
شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء، استاذ الاساتذة
ابوالبیان مفتی محمد حسّان رضا قادری



ناشر
آستانہ قادریہ رضویہ مصطفویہ

تحریر برائے تصدیق

کتاب مستطاب "شیخ عبد القادر جیلانی اور مقام غوثیتِ کُبریٰ"

مقامِ غَوثیتِ کبریٰ

اور

اعلیٰ حضرت کا موقف

بعض شاذلینِ زمانہ کا ردِ بلیغ

تحریر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء، استاذ الاساتذۃ

ابو البیان مفتی محمد حسّان رضا قادری

ناشر

آستانہ قادریہ رضویہ مصطفویہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

قادریم نعرۂ یا غوثِ اعظم (رحمة الله علیه) می زنیم

دم ز شیخ احمد رضا خاں (رحمة الله علیه) قطبِ عالم می زنیم

الحمد لله ربّ العالمين، والصلاةُ والسلامُ على سيّد المرسَلين، وعلى آلهِ الطيّبين، وعلى أولياء أمّته الكاملين، وعلى علماء ملّته أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشيطانِ الرجيم، بِسمِ الله الرحمنِ الرحيم.

میری یہ تحریر ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی صاحب -اطال اللہ عمرہ- کی کتاب "شیخ عبد القادر جیلانی اور مقام غوثیتِ کُبریٰ" کی تائید وحمایت اور اس بات کی تصدیق وتوثیق ہے، کہ اس باب میں یہی مَوقِف اعلی حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملت، نائب غوثِ اعظم، مرشدِ اہل سنّت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ چونکہ یہ تحریر مستقل کوئی کتاب نہیں، لہٰذا زیادہ تفصیلات کی گنجائش تو نہیں ہے، تاہم کچھ نکات سامنے رکھنا ضروری ہیں؛ تاکہ مشعلِ راہ ہوں اور "شاید کہ دل میں اتر جائے میری بات!"۔

"مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" سے متعلق بعض شاذلی حضرات کا دعوی

در حقیقت ہمارے دَور میں بعض شاذلی حضرات "حضور پُر نور، ولی الاَولیاء، غوث الاَغوات، غوث الثقلین، غوث الکُل، محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی پیرانِ پیر دستگیر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "مقام غوثیتِ کبریٰ" کا -اس معنی کے لحاظ سے کہ جو عام طور پر سمجھا اور مانا جاتا ہے- انکار کرتے ہیں بلکہ ان کا دعوی یہ ہے کہ "غوثیتِ کُبریٰ" کوئی جُداگانہ منصب ومقام ہی نہیں، یہ حضرات "مقامِ غوثیت" اور "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کو ایک ہی بتاتے ہیں، اور اس بات کے منکِر ہیں کہ "غوثِ زمانہ" اس شخصیت کا نائب ہوتا ہے جو مقدس ہستی "مقامِ غوثیت کُبریٰ" پر فائز ہو، اور "غوثِ زمانہ" اس منصب عظیم پر فائز جلیل القدر ہستی کی نَیابت ہی میں غوثیت فرماتا ہے۔

شاذلی حضرات کی مغالطہ آفرینیاں

اگر ان حضرات سے کہا جائے کہ آپ حضرات حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو "غوثِ اعظم" یا "مقام غوثیتِ کبریٰ" پر فائز نہیں مانتے تو جوابًا یہ حضرات کہتے ہیں کہ "یہ ہم پر بہتان ہے، ہم تو حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو "غوثِ اعظم" اور "مقام غوثیتِ کبریٰ" پر فائز مانتے ہیں"۔

دراصل یہ حضرات یہ مانتے تو ہیں مگر اس معنی اور مطلب میں تسلیم نہیں کرتے جو عام طور پر اہلِ سنّت میں مانا اور سمجھا جاتا ہے، بلکہ یہ اس معنی کے اعتبار سے "غوثِ اعظم" اور "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز مانتے ہیں کہ حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ شان صرف ان کی ظاہری حیات تک محدود تھی، وہ اس مقامِ رفیع پر فائز تو تھے، مگر آپ کے وصال کے بعد یہ منصب آنے والے "غوثِ زمانہ" کی طرف منتقل ہو گیا، بلکہ یہ حضرات ہر "غوثِ زمانہ" کو "غوثِ اعظم اور مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز جانتے مانتے ہیں، یعنی ان کے نظریے کے مطابق حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ "غوثِ اعظم" تو ہیں مگر فقط اپنے زمانے کے لحاظ سے، اور "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز تو ہیں مگر اپنے زمانے کے اعتبار سے۔

نیز یہ حضرات حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشادِ عالیہ "قدمِي هذه على رقبةِ كلِّ وليِّ الله"[1] یعنی "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمةِ ربِّه ومَنِّه عليه وفضله صـ٥٢، بيروت: دار الكتب العلمية.

ہے" کو بھی آپ کی ظاہری حیات تک محدود مانتے ہیں، اور اس فرمان واجب الاِذعان کی عمومیت کے منکِر ہیں۔

ظاہر ہے کہ اہلِ سنّت میں عمومی طور پر حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "غوثِ اعظم یا مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز ان معنی کے اعتبار سے مانا اور سمجھا نہیں جاتا، بلکہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ "حضرت امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام "غوثِ زمانہ "غوثِ اعظم یا مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز نہ تھے، بلکہ ان کے نائب تھے، یہاں تک کہ حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز ہوئے، اور اب حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک اس مرتبۂ عظمیٰ پر حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی فائز رہیں گے، اور تمام "اَغواث زمانہ "انہی سرکار غوثیتِ مدار حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہوں گے"[۱]۔

اس پر طُرفہ تماشہ یہ ہے کہ ان شاذلی حضرات کا یہ بھی دعوی ہے کہ "ہمارا مَوقِف وہی ہے جو اعلی حضرت، امام اہل سنّت، مجدّد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے "یہ سراسر دَجل وفریب ہے۔

پھر حیرت بالائے حیرت تو یہ ہے کہ یہ حضرات اپنے اس سلسلے کو "شاذلیہ قادریہ رضویہ "کہلواتے ہیں، حالانکہ نہ ان کے سلسلے میں قادریت کا وُجود ہے، نہ ان کی طریقت میں رضوی مَوقِف، پھر یہ "سلسلہ قادریہ رضویہ "کیونکر ٹھہرا؟! بس یہ دونوں نسبتیں بٹیرے کی بولی اور لوگوں کو پھانسنے کا جال ہے۔

---

(۱) نوٹ: اگلی سطور میں ان حضرات کے نظریے کے حوالے سے جو کچھ لکھوں گا، اس کا مطلب ان کا یہی نظریہ ہو گا!۔

ان شاذلی حضرات کی تحریروں اور تقریروں سے یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ حضرات اپنے زمانے کے غوث حضرت امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو افضلیت پر محمول کرتے ہیں، اور حق یہ ہے کہ فضیلت دیگر وافضلیت مقامِ دیگر۔

بابِ طریقت میں شاذلی حضرات کی یہ روِش عقیدہ کے باب میں طریقۂ روافض سے مماثل ہے

ان شاذلی حضرات نے طریقت کے باب میں وہی روِش اختیار کر رکھی ہے جو عقیدے کے باب میں رافضیوں نے اپنائی؛ کیونکہ رافضیت کی ابتداء یہی تھی کہ حضرت مولیٰ مشکل کشا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو افضلیت پر محمول کرتے ہوئے، شیخین کریمین سیّدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت کا انکار کرتے تھے۔ یہ بات "بخاری شریف" کی حدیث نمبر ۳۶۹۷، ۳۶۵۵، اور "ابوداؤد شریف" کی حدیث نمبر ۴۶۲۸، اور "ابن ماجہ شریف" کی حدیث نمبر ۱۰۶، اور بالخصوص بالخصوص "بخاری شریف" کی حدیث نمبر ۳۶۷۱ سے عیاں ہے، کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا افضلیتِ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان، حضرت مولیٰ مشکل کشا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان، اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوالات اسی بنا پر تھے۔

رافضیوں کا ایک فرقہ ایسا بھی گزرا ہے جو صرف تفضیلیت ہی کا قائل تھا، باقی عقائد میں فساد نہ تھا، اس گروہ کو اہلِ سنّت کے بزرگوں نے گمراہ قرار دیا۔ رافضیت کی اس ابتداء کے بعد آنے والوں نے تو جو کچھ نکالا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، وہ لوگ عقائدِ اسلامیہ سے یکسر دور جا پڑے، نُصوصِ صریحہ کے ایسے منکِر ہوئے کہ کھلے کفر میں مبتلا ہو گئے۔

یہاں اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کو اپنے لیے نصیحت سمجھیے! فرماتے ہیں: "خُصوص کا انکار نُصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبد القادر کا انکار قادرِ مطلق عزّ جلالہ کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا؟!"[۱]۔

شاذلی حضرات کے چند دعوے اور ان کی حقیقت

ان شاذلی حضرات کے چند دعوؤں اور تحریروں کا جواب نمبر شمار کے ساتھ بیان کرتا ہوں:

امام اہلِ سنّت کا نام لے کر شاذلی حضرات کا دَجل وفریب

(۱) ان شاذلی حضرات کا دعوی یہ ہے کہ ہمارا مَوقِف وہی ہے جو اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ یقین مانیے! یہ ایک تو چوری، اوپر سے سینہ زوری ہے؛ کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے بغیر ان حضرات کی کوئی پزیرائی نہیں ہے۔ حال تو یہ ہے کہ اس دَور میں اعلیٰ حضرت کے نام ونسبت کے بغیر تو ان حضرات کے بھی عقیدے اور ایمان ہی کی کوئی پہچان نہیں ہے، اسی لیے اپنے نام کے ساتھ "رضوی" بھی لکھتے ہیں۔

امام اہلِ سنت امام احمد رضا "نائبِ غوثِ اعظم" ہیں

سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام ومرتبہ کا کیا کہنا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم ومعرفت اور ادب وحکمت کے اس مقامِ رفیع پر جلوہ فرما ہیں کہ اس کی گرد پانا تو در کنار، اس دَور میں تو کسی کو اس کا پتہ بھی معلوم نہ ہو سکا!۔

(۱) "فتاوی رضویہ" ۲۸/ ۳۹۱، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری اور عارف باللہ حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہما دونوں پاکستان کے عظیم اور مشہور بزرگ ہیں، ان دونوں بزرگوں نے خواب میں حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف پایا، اور سوال کیا کہ اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ تو حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "بریلی میں امام احمد رضا" بیداری کے بعد ان بزرگوں کی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت بہت بڑھ گئی، اور دونوں بزرگ اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات وزیارت کے لیے تشریف لے گئے، زیارت سے مشرّف ہوئے۔ اور عارف باللہ حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک فرمایا کہ "میں نے دیکھا کے ایک پردے کے پیچھے سے سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں، اور احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولتے ہیں"۔

یہ دونوں واقعات ایسی عظیم الشان اور مشہور شخصیتوں کے بیان کردہ ہیں، جن کی کرامت وبزرگی اور صداقت کا ایک عالَم گواہ ہے، اور یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہے کہ دونوں بزرگوں نے اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر خود اس بات کی گواہی دی، عالَم بیداری میں اس روحانی عظمت کی شہادت دی، اور اہلِ سنّت وجماعت کے درمیان اس کا اظہار اور اعلان بھی فرمایا[1]۔

یہ واقعات زیرِ بحث عنوان پر بھی دلالت کررہے ہیں کہ "مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" ایک خاص مقام ہے، اور اس پر حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فائز ہیں، اور زمانے کا غوث آپ ہی کا نائب ہوتا ہے، اور انھی کی نِیابت میں غوثیت فرماتا ہے۔

---

(۱) دیکھیے: "امام احمد رضا اور ردّ بدعات ومنکَرات"۔

اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ "غوثِ زمانہ" اور حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب تھے۔

ان شاذلی حضرات کا اپنا ویڈیو کلپ (Video Clip) میرے پاس موجود ہے، جس میں یہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ بیان کر رہے ہیں، پھر جانے کیوں سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس معجزے کے ارشادات کو تسلیم کرنے سے منحرِف ہیں! اور نہ صرف منحرِف بلکہ اُلٹا اس انحراف ہی کو اعلیٰ حضرت کا مَوقِف بتا رہے ہیں!!

سرکار غوثِ اعظم کی افضلیت سے متعلق امام اہلِ سنّت کا موقِف

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مَوقِف "فتاویٰ رضویہ شریف" اور "حدائق بخشش" سے روشن اَز آفتاب ومہتاب ہے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اس میں شک نہیں کہ حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ وافضل ہے۔ غوث اپنے دَور میں تمام اَولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے، اور ہمارے حضور (سیّدنا غوثِ اعظم) امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک، تمام عالَم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث، اور سب اَولیاءاللہ کے سردار ہیں، اور اُن سب (اَولیاء) کی گردن پر اِن (سرکار غوثِ اعظم) کا قدمِ پاک ہے"[۱]۔

"منصبِ غوثیتِ کُبریٰ" تاظُہور امام مہدی شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے ہے

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "غوث الاَغواث کہ دَوروں (زمانوں) کے غَوثوں کا غوث ہو، غَوثوں کو غَوثیت اِس کی عطا سے

---

(۱) "فتاویٰ رضویہ" ۲۶/ ۵۵۹۔

ملتی ہو، اور غوث اپنے اپنے دَورے میں اس کی نَیابت سے غَوثیت کرتے ہوں، وہ سیّدنا امام حَسن [عسکری] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد، حضور پُر نور محی الشریعہ والطریقہ والحقیقہ والدِین، ابو محمد ولیُ الاَولیاء، امام الاَفراد، غوث الاَغواث، غوث الثقلین، غوث الکُل، غوثِ اَعظم، سیّد شیخ عبد القادر حَسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور تاظُہورِ سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبۂ عظمیٰ اسی سرکارِ غَوثیت بار کے لیے رہے گا! حضرت رِفاعی اور ان کے اَمثال قَبل وبَعد کے قُطبوں کو، حضور پر تفضیل دینی ہوَسِ باطل ونقصانِ دینی ہے (والعیاذ باللہ تعالیٰ)"[۱]۔

نیز امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: "بلاشبہ خاندان اقدس قادری تمام خاندانوں سے افضل ہے، کہ حضور پُر نور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاَولیاء وامام العرفاء وسیّد الاَفراد وقطب ارشاد ہیں"[۲]۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ع

اُلوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوّت ہی سے تو عاطِل ہے یا غوث

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل یا غوث

(۱) ایضاً، ۲۸/ ۳۷۳۔
(۲) ایضاً، ۲۶/ ۵۶۸۔

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہے
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث[۱]

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنّت، مجدِّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: ع

تُو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شَیدا تیرا
تُو ہے وہ غَیث کہ ہر غَیث ہے پیاسا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب اَدب رکھتے ہیں دل میں مِرے آقا تیرا

تجھ سے اور دَہر کے اقطاب سے نسبت کیسی؟
قطب خود کون ہے؟ خادِم تِرا چیلا تیرا[۲]

اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت مجدِّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: ع

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سَر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اَولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا[۳]

---

(۱) "حدائق بخشش"۔
(۲) ایضاً۔
(۳) ایضاً۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کو بار بار پڑھیے آپ کا مَوقِف بالکل واضح ہے، اعلیٰ حضرت "مقام غوثیت" کو ایک جدا مرتبہ مانتے ہیں، یعنی ہر دَور میں " غوثِ زمانہ "ہوتا ہے اور "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کو اس سے بہت ہی بلند ایک جدا مرتبۂ عظمیٰ تسلیم کرتے ہیں، اور حضرت امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تاتشریف آوری امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور پُر نور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی اس مرتبۂ عظمیٰ پر فائز جانتے ہیں۔ اور یہ بات بھی روشن وعیاں ہے کہ اعلیٰ حضرت کے مَوقِف کے مطابق تاتشریف آورِی امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غوث حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہوں گے، اور آپ ہی کی نِیابت میں غوثیت فرمائیں گے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سلسلۂ قادریہ" کو تمام طریقت کے سلسلوں سے افضل بیان فرماتے ہیں۔ نیز "حدائق بخشش" میں موجود حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مناقب سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مَوقِف مزید واضح تر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "خدا اور نبی ہونے کے سِوا تمام فضائل کے قابل ماننا، نبوّت کے سِوا حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قدمِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ماننا اور نبوّت نہ ہونے کی وجہ یہ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوّت کا دروازہ بند ہو گیا، اور آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، یعنی بالفرض بالفرض اگر اللہ رب العالمین کی مشیت یہ ہوتی، اور بالفرض نبوّت کا سلسلہ جاری رہنا ہوتا تو حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نعمت سے بھی سرفراز کر دیے جاتے، صحابیت اور تابعیت کے بعد قادری منزل ہونا، اور یہ بیان کرنا کہ اگر تابعین کی جماعت کی بات کی جائے تو بطور جماعتِ تابعین تو کہا جائے گا کہ تابعین افضل ہیں، مگر جُدا جُدا حضرات تابعین کی بات

کی جائے تو ہزاروں تابعین ہیں جن سے حضور پُر نور غوثِ اعظم بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ پھر ہر غوث کو آپ کا شَیدا بتانا، حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل اور بعد کے ولیوں کے دلوں کا آپ کے ادب واحترام سے معمور ہونا، بلکہ قطبِ زمانہ یعنی غوثِ زمانہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خادم قرار دینا، اَولیاء کا آپ کے قدموں کو اپنے سَر اور آنکھوں پر رکھنے کا بیان فرمانا، وغیرہم۔

اعلی حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان روشن اَز آفتاب ومہتاب ارشادات کے بعد ایک منحرِف مَوقِف کو اعلی حضرت کا مَوقِف بتانا، اور لوگوں کو اعلی حضرت کے نام پر اپنا گرویدہ بنانا، مکر کا جال نہیں تو اور کیا ہے؟! اعلی حضرت کا ایک پورا رسالہ "طرد الأفاعي" "فتاوی رضویہ" (رضا فاؤنڈیشن، لاہور) کی اٹھائیسویں جلد میں موجود ہے، جو صفحہ نمبر ۳۶۷ سے شروع ہو رہا ہے، اس میں اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دوسرے قطبوں کو افضل بتانے، اور آپ کے "مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" کے منکِروں ہی کا رَد فرمایا ہے، اگر ہمارے زمانے میں نکلنے والے یہ بعض شاذلی حضرات، سیّدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں ہوتے اور یہ باتیں کرتے، تو اس رسالے میں ان کے نام اور ان کے خود ساختہ نظریات کا رَد ہوتا۔ یہ رسالہ پڑھیے اور ذہن میں ان شاذلی حضرات کے نظریات کو تازہ رکھیے، ایسا معلوم ہو گا کہ اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی کا رَدّ فرما رہے ہیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور فیضِ ملت کا مَوقِف

(۲) ان شاذلی حضرات نے اپنی تحریروں میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت فیضِ ملت فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے

کی کوشش کی ہے، کہ "ان حضرات کا بھی یہی نظریہ تھا" یہ بھی ایک فریب ہے۔
حضرت فیضِ ملت فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شاگرد حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ تحریر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے، اور اس کو "شرح حدائق بخشش" میں فیضِ ملت نے نقل فرما کر ترجمہ فرمایا ہے، اس طرح یہ حوالہ دوآتشہ ہو گیا۔ ترجمۂ فیضِ ملت:

"بعض اکابر اَولیاء کو کشفِ صریح کے ذریعہ امام کا ایک اَور معنی منکشِف ہوا ہے، کشف بھی علم کے اسباب سے ایک ہے، وہ معنی یہ کہ اَولیاءاللہ پر حق تعالیٰ کی جناب سے جو فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں، سب سے پہلے ایک شخص پر نازل ہوتے ہیں، اس خوش نصیب کی وساطت سے دوسرے اَولیائے عصر اپنی اپنی اِستعداد و مرتبہ کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں، اس کی وساطت و وسیلہ کے بغیر کوئی شخص بھی درجۂ ولایت نہیں پا سکتا! اَقطاب، اَبدال، نُجباء، نُقباء اور اَولیائے خدا کی جمیع اَقسام اس کے محتاج ہوتے ہیں، اس عالی منصب انسان کو "امام" کہتے ہیں، اور "قطب الاِرشاد بالاَصالت" بھی انہیں کہا جاتا ہے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے یہ عالی مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوح کے لیے مقرر ہو چکا تھا، آپ کی نشاتِ عنصری سے پہلے اُممِ سابقہ کو آپ کی رُوح مبارک کے توسُط سے ہی درجۂ ولایت ملتا تھا، اور وُجود عنصری کے بعد اور تا وقتِ وفات صحابہ اور تابعین سب کو یہ دَولت انہی کے توسُط سے ملی، آپ کی رِحلت کے بعد یہ عالی منصب حسَن مجتبیٰ کے سپرد ہوا، پھر امام حسین شہید کربلا کے ہاں، آپ کے بعد امام زَین العابدین، پھر امام باقر، پھر جعفر صادق، پھر موسیٰ کاظم، پھر علی رضا، پھر محمد تقی، پھر علی نقی، پھر حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس

منصبِ جلیل پر فائز ہوئے، عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد سیّد الشرفاء، غوث الثقلین، محی الدین عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور تک یہ منصب حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوح سے متعلق رہا، جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوئے تو منصب مبارک ان سے متعلق ہو گیا، اور امام مہدی کے ظُہور تک آپ کی رُوح سے متعلق رہے گا"(۱)۔

مذکورہ حوالہ میں حضرت مولیٰ مشکل کشا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امامِ ولایت ہونے کا بیان بھی کیا گیا ہے، اس ضمن میں یہ یاد بات ذہن نشین رہے کہ یہ اُصول اہلِ علم میں معروف و مشہور ہے کہ جن کی "افضلیت منصوص" ہو وہ عُمومیت میں داخل نہیں ہوں گے، جیسا کہ اس حوالے کے اعتبار سے "حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

لیجیے فیضِ ملت کے فیضِ اُویسی میں ایک اور غوطہ کھائیے، فرماتے ہیں:

"حضرت امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سجادہ (مصلّی) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچانے کے لیے، اپنے ایک مرید کو دیا اور کہا: "اس کو بہت حفاظت سے رکھنا، اور اپنے مرنے کے وقت کسی معتمَد اور معتبر شخص کو دے دینا، اور وصیت کرنا کہ وہ بھی مرتے وقت کسی دوسرے شخص کو دے دے۔ اسی طرح پانچویں صدی کے درمیان تک یہ سلسلہ چلتا رہے، حتیٰ کہ غوثِ اعظم -جن کا نامِ مبارک شیخ عبد القادر جیلانی ہو گا- ظاہر ہوں گے، یہ ان کی امانت ہے ان کو پہنچانا اور میرا اسلام کہنا"(۲)۔

---

(۱) "الحقائق فی الحدائق" ا/ ۱۲۷، مطبوعہ: اکبر بک سیلرز، لاہور۔

(۲) "الحقائق فی الحدائق" ا/ ۱۷۵۔

یہ اشارہ ہے "مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" پر امام حسَن عسکری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد حضور پُرنور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فائز ہونے کی طرف۔

چلیے! فیضِ اُویسی سے ہدایت کا ایک اَور نور پائیے: "آپ (حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے والدماجد نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مع صحابۂ کرام واَولیاءِ عظام کے تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں: اے ابوصالح! تجھ کو اللہ تعالی نے فرزند صالح عطا فرمایا ہے، وہ بمنزلہ میرے بیٹے کے ہیں، وہ میرا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب ہے، اَولیاءِ واقطاب میں اس کا مرتبہ ایسا ہوگا جیسے میرا مرتبہ جملہ انبیاء ومُرسلین میں"۔ ؏

غوثِ اعظم درمیانِ اَولیاء

چوں محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم درمیانِ انبیاء![1]

اہلِ علم یہ بات حدیث کی رُو سے جانتے ہیں، کہ جس نے سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کی اس نے آپ ہی کی زیارت کی، شیطان آپ کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ اور یہ کہ لفظ "اَولیاء" سے صحابۂ کرام وبعض اکابر تابعین -جن کی افضلیت منصوص ہے- کی طرف ذہن نہیں جاتا، لہذا وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "باستثناء ان کے جن کی افضلیت منصوص ہے، جیسے جملہ صحابۂ کرام وبعض اکابر تابعین عظام کہ ﴿وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ[2]﴾[3]. اور اپنے ان اَلقاب سے ممتاز ہیں، ولهذا

---

(۱) ایضًا، ۱/ ۲۰۸۔

(۲) پ ۱۱، التوبة: ۱۰۰.

(۳) ترجمہ: "اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے"۔

اَولیاء وصوفیاء ومشایخ ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا، اگرچہ وہ خود سرداران اَولیاء ہیں "(۱)۔

فیض اُویسی کے فیض کی بادِ صباح کا ایک اور جھونکا کھائیے، لکھتے ہیں: "شیخ محقق قدّس سرّہٗ نے لکھاہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگانِ دین نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں، جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں، مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سیّد الاَولیاء ہیں، آپ کے لیے تقدُم و تاخُر کی روایات حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ بھی واقع ہوئیں ہیں، اور آپ کی فضیلت متقدمین ومتاخرین مشایخ دونوں پر یکساں وارد ہوئیں ہیں "(۲)۔

مزید فیضِ اُویسی کے عطر سے مَشامِ جاں کو معطر کیجیے، لکھتے ہیں: " اور اس سے کبھی بھی اہلِ سلسلہ کو انکار نہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ علی الاِطلاق تمام اَولیائے کرام سے افضل، بلکہ سب پر آپ کا فیض، بلکہ جب تک آپ کی مہر ثبت نہ ہو کسی ولی اللہ کو ولایت نصیب نہیں ہوتی "(۳)۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سکہ پوری دنیا میں

یہ بعض شاذلی حضرات یہ کہتے ہیں کہ "صرف پاک ہند میں ہی حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ عقیدت ہے، باقی ممالک میں ایسا نہیں ہے" آئیے اس پر بھی ضربِ اُویسی لگائیے: فیضِ ملت لکھتے ہیں: "تجربہ شدہ ہے کہ جس اسلامی ملک میں جاؤ

(۱) "فتاوی رضویہ "۲۸/ ۳۶۲۔

(۲) "الحقائق فی الحدائق "۱/ ۲۰۳۔

(۳) ایضًا، ۱/ ۱۰۲۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موجود پاؤ گے، بلکہ قدرت نے ایسا نظام بنایا ہے کہ جُوں جُوں انکار بڑھتا چلا جارہا ہے، غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشہرت میں اِضافہ ہوتا جارہا ہے"[۱]۔

یہ آخری عبارت تو یوں معلوم ہوتی ہے کہ حضرت فیضِ ملت کی کرامت ہے! گویا کہ نظرِ باطنی سے ملاحظہ فرمارہے تھے کہ اَیسوں نے آنا ہے، اور انکارِ "مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" ہونا ہے!۔

اعلی حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکّہ معظمہ سے ہیں، تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہلِ عرب پر کیا، حالانکہ غالبًا "تاریخ الحرمین" وغیرہ میں ہے، اور حاضریِ حرَمین طیّبین سے مشرّف ہونے والا جانتا ہے کہ اہلِ حَرمین طیّبین بعد حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، اُٹھتے بیٹھتے حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں، اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے"[۲]۔

حضرت مجدّدِ الف ثانی کا مَوقِف

(۳) ان بعض شاذلی حضرات نے حضرت مجدّدِ اَلف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دے کر بھی اپنے مَوقِف کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کا جواب بھی پہلے حضرت فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گلستانِ فیض ہی سے پیش ہے، آپ لکھتے ہیں: "ہم کہتے ہیں: حضرت مجدّدِ اَلف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقام پر حضرت شیخ کے نائب ہیں، اور اس مُعاملہ میں یہ نیابت ان سے مَربوط ہے"[۳]۔

---

(۱) ایضًا، ۱/ ۱۳۹۔

(۲) "فتاوی رضویہ" ۲۸/ ۳۹۲۔

(۳) "الحقائق فی الحدائق" ۱/ ۱۷۳۔

فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید لکھتے ہیں: "بعض فضائل وکمالات مخصوصہ حضور مجدِّدِ اَلف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اگر نصیب ہوئے، تو وہ بھی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں ہے"(۱)۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "(حضرت مجدّدِ اَلف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مکتوبات" کی) تیسری جلد میں فرماتے ہیں: "جو کچھ فُیوض وبرکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں "نور القمر مستفاد من نور الشمس" چاند کی روشنی سورج کے نور سے مستفاد ہے"(۲)۔

اور اگر کوئی "مکتوباتِ ربانی" کی اوّل دو جلدوں میں سے حضرت مجدّدِ اَلف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال دکھائے، تو اس کا جواب بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے لیجیے، فرماتے ہیں: اسی (مکتوباتِ ربّانی) میں لکھا ہے: "کیا تم سمجھتے ہو؟ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صَحو (یعنی بیداری کی حالت) سے کہا! نہیں بلکہ زیادہ سُکر (یعنی بے خودی کی کیفیت میں کہا) ہے"(۳)۔

حضرت ملّا علی قاری کا مَوقِف اور "في نسله" کا معنیٰ

(۴) ان شاذلی حضرات نے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیا، لیکن جو "مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" کے بارے میں حضرت کا واضح مَوقِف ہے، اسے خود ساختہ نامقبول تشریحات کرکے حقیقی معنیٰ سے پھیرنے کی ناکام کوشش کی ہے، اور ان شاذلی

(۱) "فتاوی اُویسیہ" ۱/ ۴۰۰، مطبوعہ: صدیقی پبلشرز، کراچی۔
(۲) "ملفوظات اعلیٰ حضرت" حصہ ۳، صـ۴۲۲، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، کراچی۔
(۳) ایضاً۔

حضرات کی دیانت کا اندازہ یہاں سے لگائیے کہ لکھتے ہیں: "ایک بزرگ عالم نے علّامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی کی "نزهة الخاطر الفاتر" کی عبارت سے استدلال کیا"۔ اَخلاقی جرأت دکھاتے اور دیانت کے تقاضوں کو پورا کرتے، تو اس "بزرگ عالم" کا نام لکھتے! مگر معلوم تھا کہ اگر اس بزرگ کا فقط نام ہی لے لیا تو ہماری بات کون مانے گا! اس بزرگ کا تو نام ہی کافی ہے، کون ہیں وہ "بزرگ عالم"؟ اس عظیم المرتبت ہستی کا م نام ہے "اعلی حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملت، نائب غوثِ اعظم، مرشِد اہل سنّت، الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی " انہی بزرگ عالم دین نے یہ حوالہ "فتاوی رضویہ" جلد ۲۸، رسالہ "طرد الأفاعي" صفحہ ۳۹۲ (مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور) پر نقل فرمایا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"لقد بلغَني عن بعض الأكابر، أنّ الإمامَ الحَسن ابن سيِّدنا علي رضي الله تعالى عنهما لما تركَ الخلافةَ؛ لما فيها من الفتنة والآفة، عوّضَه الله سبحانه وتعالى القُطبيّةَ الكُبرى فيه وفي نسلِه، وكان رضي الله تعالى عنه القطبَ الأكبرَ، وسيِّدُنا السيِّد الشيخ عبد القادر هو القطبُ الأوسَط، والمَهديُ خاتمة الأقطاب"(۱). "بے شک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیّدنا امام حَسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالی عنہ نے جب بخیال فتنہ وبلا، یہ خلافت ترک فرمائی، اللہ عزّوجلّ نے اس کے بدلے اِن میں اور اِن کی اَولادِ اَمجاد میں غَوثیتِ عظمیٰ کا مرتبہ رکھا، پہلے قُطبِ اکبر خود حضور سیّد امام حَسن ہوئے، اور اَوسط میں حضور سیّدنا سیّد عبد القادر، اور آخر میں حضرت امام مَہدی ہوں گے، رضِی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

(۱) "نزهة الخاطر الفاتر" صـ۱۹، ملخّصاً، لاهور: مؤسّسة الشَّرف.

ان شاذلی حضرات نے حضرت ملّا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ "في نسله" پر بحث کرکے کہا کہ "اس سے آپ کی نسبی نسل نہیں بلکہ سلسلہ طریقت کی روحانی نسل مراد ہے" اور اس سے فقط ان حضرات کا مدّعا یہ ہے کہ "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کا (بایں معنی کہ یہ غوثِ زمانہ سے بلند ایک مقام رفیع ہے) انکار ہوجائے؛ کیونکہ "غوثِ زمانہ" تو ہر دَور میں ہوتا ہے، اور فی الواقع "غوثِ زمانہ "تو غیر سیّد بھی ہوئے ہیں۔ "في نسله" کے معنی نسبی نسل کر کے یہ اعتراض وارد کیا کہ "اگر نسبی اَولاد مراد لی جائے تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے غوثِ اعظم ہوئے، وہ سب کے سب خارج ہوجائیں گے"؛ کیونکہ امام حسَن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تمام "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز مقدّس شخصیات امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَولاد ہیں۔ بہر حال یہ بحث کرکے ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس واضح مَوقِف کا انکار کردیا!۔

"في نسله" کے الفاظ سے مراد اہلِ بیتِ پاک ہیں

اوّلاً: "في نسله" کے الفاظ سے مراد اہلِ بیتِ پاک ہیں، یہی قریبی اور متبادر اِلی الذہن معنی ہیں۔ اگر یہ معنی لیے جائیں تو سِرے سے کوئی اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا۔ اور اگر معنی نسبی نسل کیا جائے تو بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا؛ کیونکہ امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تمام "غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز شخصیات کا، امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَولاد سے ہونا، ان کو امام حسَن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسل سے خارج نہیں کرتا؛ کیونکہ امام حسَن مجتبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پاکیزہ نُفوس کے چچا ہیں، اور چچا اور بھتیجوں کی نسل ونسب ایک ہی ہوتا ہے، اور بھتیجوں کو اَولاد اور چچا کو باپ کہا جاتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں فرماتا ہے: ﴿اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ ۙ اِذۡ قَالَ لِبَنِيۡهِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِىۡ ؕ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ﴾(۱). "بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی، جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے والدوں: ابراہیم واسماعیل واسحاق کا، ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں"۔

دیکھیں اس آیتِ مبارکہ میں حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام کے فرزندوں نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین میں شمار کیا، حالانکہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے چچا تھے۔

نیز قرآن کی کئی آیات میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنے چچا "آزر" کو "باپ" کہنا اس بات کی بیّن دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے والد کا نام "تارخ" تھا۔

نیز ایک حدیث شریف میں سرکار دوعالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو باپ فرمایا: «ردّوا علی أبي العباس»(۲). "میرے باپ عباس کو میری طرف لوٹا دو!"۔

نیز ایک حدیث شریف میں فرمایا: «یا أیها الناسُ مَن آذی عمّي فقد آذاني فإنما عَمّ الرَّجل صِنوُ أبیه»(۳). "اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت

---

(۱) پ۱، البقرة: ۱۳۳.

(۲) "تفسیر روح المعاني" الأنعام، تحت الآیة: ۷۴، ٤/ ۲۵۳، کوئٹه: مکتبة الرشیدیة.

(۳) "مشکاة المصابیح" ر: ٦١٥٦، ٢/ ٤٣٩، بیروت: دار الکتب العلمیة.

دی اس نے مجھے اذیت دی؛ کیونکہ بندے کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے"۔ «صِنْوٌ» کا مطلب ہوتا ہے "ایک جڑ سے نکلنے والی دو شاخیں" جس کا مطلب یہ ہوا کہ چچا اور باپ ایک ہی خاندان سے ہوتے ہیں، اور اس عنوان کے تحت وہ خاندان "اہلِ بیت پاک" ہے۔

ملّا علی قاری کی عبارت کا دُرست مفہوم

ثانیاً: یہ اعتراض وارد کرنا کہ حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اگر یہ تین ہستیاں ہی غوثِ اعظم ہوتیں تو وہ "قطب الاکبر، قطب الاَوسط، خاتمۃ الاقطاب" کے الفاظ استعمال نہ کرتے، بلکہ "قطبِ اوّل، ثانی اور ثالث یا آخر کہتے"۔ نہ جانے کن لوگوں نے یہ ان حضرات کے کانوں میں پھونک دی کہ اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نظریہ، یہ ہے کہ صرف یہ تین ہستیاں ہی "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز ہیں۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ "حضرت امام حسَن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل چاروں خلفاء راشدین "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز تھے، اور پھر ان نفوس قدسیہ کے بعد جب بخیال فتنہ وبلا امام حسَن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہری خلافت کو ترک کر دیا تو "غوثیتِ کُبریٰ" کو اللہ تعالی نے اس کے بدلے آپ کے خاندان یعنی اہلِ بیت پاک میں رکھا! "عوضه الله سبحانہ وتعالیٰ" کے الفاظ پر غور کریں، اور چونکہ اس خاندان عظیم الشان اہلِ بیت پاک میں آپ یعنی حضرت امام حسَن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی شخصیت تھے جو "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز ہوئے، اس لیے آپ کو "قطب اکبر" کہا، اور پھر چونکہ حضرت امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک متّصل سب نفوس قدسیہ "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر

فائز رہے، ان میں کوئی نائب نہ تھا اور یہ سارا زمانہ متّصل تھا، امام حسن عسکری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد نائبین کا دَور شروع ہوا، اور زمانہ طویل کے بعد وَسط میں پھر وہ عظیم شخصیت تشریف لائی، جنہیں ہم "حضور پیران پیر دستگیر غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ" کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس لیے ان کو "قطب الاَوسط یعنی درمیانی قطب" کہا، اور پھر ایک طویل زمانہ نائبین کا ہے، اور اس مقام رفیع پر فائز آخری شخصیت حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہوں گے، ان کے بعد پھر کوئی شخصیت تاقیامِ قیامت اس منصب جلیل پر فائز نہ ہوگی، اس لیے آپ کو "خاتمۃ الاَقطاب "یعنی اس سلسلہ "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کو ختم فرمانے والے "فرمایا۔

یہ شاذلی حضرات اگر "مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" کے منکر نہ ہوتے تو انہیں اس بحث کا تکلّف بھی نہ کرنا پڑتا!

ثالثاً: اگر یہ حضرات "مقام غوثیتِ کُبریٰ" اس لحاظ سے کہ یہ "غوثِ زمانہ" سے بلند ایک مرتبہ عظمیٰ ہے اس کے منکِر نہ ہوتے تو ان کو اس بحث کا تکلُّف بھی نہ کرنا پڑتا؛ کیونکہ بات بڑی واضح ہے کہ "غوثِ زمانہ "تو غیر سیّد بھی ہو سکتا ہے مگر "غوثیتِ کُبریٰ" کو حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ساداتِ کرام اہلِ بیت پاک میں رکھ دیا گیا ہے۔

غوثِ زمانہ کے ماتحت اصحابِ خدمت کو بھی "قطب و غوث "کہا جاتا ہے

رابعًا: حضرت ملّا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے "غوثِ زمانہ "کو ہی غوثِ اعظم کہا، اور اس عبارت میں "غوثیتِ کُبریٰ" کو جدا مقام بیان کیا، ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ غوثِ زمانہ کے ماتحت جو اصحابِ خدمت ہوتے ہیں ان کو بھی "قطب "یعنی غوث کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے جو اِن تمام اصحابِ خدمت کا افسر ہوتا ہے، اُسے "قطب

الاقطاب یعنی غوثِ اعظم کہا جاتا ہے، مگر وہ اسی زمانے کے اعتبار سے غوثِ اعظم ہوتا ہے، اور غوث الاَغواث یا غوثِ اعظم بایں معنی کے غوثوں کو غوثیت ان کی عطا سے ملتی ہو، اور غوث اپنے اپنے دَور میں ان کی نِیابت سے غوثیت کرتے ہوں، وہ سیّد امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

دیگر بزرگوں کے بیان کردہ اقوال

(۵) حضرت امام جلال الدین سُیوطی، حضرت شمس الدین کتیلہ، حضرت ابن عابدین شامی، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت ملّا علی قاری، حضرت عبدالرؤف مُناوی قدس اسرارہم ان سب بزرگوں کے اقوال "غوثِ زمانہ" کی شان وعظمت اور تصرُف واختیار کے بیان میں ہیں، نہ کہ "مرتبہ غوثیتِ کُبریٰ" کے ایک بلند ورفیع مقام ہونے کے انکار میں۔ ایک شَے کا ثبوت دوسری شَے کی نفی نہیں ہوتی۔ باقی بزرگ حضرات قدس اسرارہم کے جو اقوال ذکر کیے ان کا بھی یہی حال ہے، ان بزرگوں نے "غوثِ زمانہ" کے فضائل و مناقب اور ان کے تصرُف واختیار کو بیان کیا ہے جس کا کوئی منکِر نہیں، ان میں سے کسی بزرگ نے "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کا انکار نہیں کیا۔ اگر ان کی تحریروں میں بیان کردہ اقوال کو پڑھتے وقت یہ بات ذہن میں رکھی جائے، تو ان حضرات کی تحریروں کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ "غوثِ زمانہ" ایک منصب ہے اور "غوثیتِ کُبریٰ" اس سے بلند ایک مرتبِ عظمی ہے۔ "غوثِ زمانہ" ہر زمانے میں ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالی کی بارگاہ سے بڑے بڑے تصرُف واختیار حاصل ہوتے ہیں، وہ بڑے فضائل و کمالات کا حامل ہوتا ہے، اور ان اقوال میں اسی شان وعظمت کا ذکر

ہے۔ لیکن بزرگوں نے یہ جو شان و عظمت اور تصرُّف و اختیار بیان کیا ہے یہ سب "غوثِ زمانہ" کو "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز شخصیت کی نِیابت میں ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور تاتشریف آورِیِ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوثیتِ کُبریٰ" کا یہ منصبِ جلیل حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔

ان شاذلی حضرات کے نزدیک جو اَولیاء وصال فرما چکے انہیں زندوں کے مُعاملے میں کوئی تصرُّف حاصل نہیں

ان شاذلی حضرات نے حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "غوثیتِ کبریٰ" کی عُمومیت کے انکار کے نشے میں ایسے اقوال بھی نقل کر دیے کہ عقل دنگ ہے۔ ایک شاذلی بزرگ حضرت عبد العزیز دبّاغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب یہ قول لکھا کہ "فوت شدہ اَولیاء دیوان اَولیاء میں حاضر ہوتے ہیں، مگر اہلِ دیوان سے ڈرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں، اور زندوں کے مُعاملے میں ان فوت شدہ اَولیاء کا اہل دیوان کے کاموں میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، ہاں بس ان فوت شدہ اَولیاء کے وسیلے سے دعا کی جاسکتی ہے" اور پھر اس پر خود خلاصہ یہ بیان کرتے ہیں کہ "جو اَولیاء وصال فرما چکے انہیں زندوں کے مُعاملے میں کوئی تصرُّف حاصل نہیں"۔

کیسی عجیب بات ہے کہ جن کے لیے ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾[1] کا وعدہ ہو چکا ہو، اور جن کے لیے قیامت میں بھی خوف و حزن سے آزادی کا اعلان، بلکہ ان کے نور کے منبروں پر بے خوف جلوہ فرما ہونے پر رشک کیے جانے کا فرمان حضور

---

(۱) پ ۱۱، یونس: ٦٢.

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاری فرمادیا ہو، ان کے لیے یہ قول کیا جائے کہ وہ "ڈرتے بھی ہیں تو دیوان اَولیاء میں حاضری پر اور وہ بھی اہلِ دیوان اَولیاء ہی سے"۔ یا للعجب!۔

اور یہ بات کہنا کہ "فوت شدہ اَولیاء کو زندوں کے مُعاملے میں کوئی تصرُّف حاصل نہیں، اور ان کے تصرُّف واختیار کو فقط "وسیلہ بالدعا" تک محدود ماننا" اہلِ سنّت کے مسلّمہ نظریے "بعد اَز وصال اَولیائے کرام کے تصرُّف واختیار" ہی کے خلاف ہے۔ حُسنِ ظن یہی ہے کہ یہ قول حضرت عبد العزیز دبّاغ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نہیں ہوسکتا! شاید ان کی طرف منسوب کردیا گیا ہے۔

شاذّ اقوال

(۶) بعض شاذّ اقوال بھی ہوتے ہیں اور اہلِ علم حضرات سے یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ شاذّ اقوال ہر باب میں مل جاتے ہیں، مگر شاذّ اقوال کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جُمہور کا مَوقِف کیا ہے!۔

خیال رہے کہ حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "افضلیت" اور آپ کے "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز ہونے کے اقوال حدِ تواتُر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس مقام پر اس حدیث کو ضرور پیش نظر رکھا جائے: «ثم يُوضع له القُبول في أهل الأرض»[1]. "پھر ان کی مقبولیت کو اہلِ زمین میں رکھ دیا جاتا ہے"۔

حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "مقام غوثیتِ کُبرٰی" پر فائز ہونے کو قبولِ عام حاصل ہے، شرق تا غرب تمام علماء اہل سنّت حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦٠٤٠، صـ ١٠٥٥، الرياض: دار السلام.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس منصبِ جلیلہ کے قائل و معترِف ہیں، اور اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "تلقّیِ علماء بالقبول وہ شَے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سَند کی حاجت نہیں رہتی، بلکہ سَندِ ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی"[1]۔

کتبِ مناقب میں باعتبارِ صحتِ اسانید "بَہجۃ الاسرار" کا مقام

حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت اور آپ کے مقام رفیع کے بیان میں بنیادی کتاب جو کہ امام اجلّ ابوالحسن علی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصنیف فرمائی "بَہجۃ الاسرار" ہے، اس کتاب کا سند کے اعتبار سے کتبِ مناقب میں وہ مرتبہ ہے جو احادیث کی کتابوں میں "موَطّا امام مالک" کا ہے، اور مناقبِ اَولیاء کی کتب میں اَسانید کی صحت کے اعتبار سے اس کا وہ درجہ ہے جو "صحیح بخاری" کا ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "الحمد للہ! ان عباراتِ ائمہ واکابر سے واضح ہوا، کہ امام ابوالحسن علی نور الدین مصنّف کتابِ مستطاب "بہجۃ الاَسرار" امامِ اجلّ، امامِ یکتا، محققِ بارع، فقیہ، شیخ القرّاء، مِن جملہ مشاہیر مشایخ وعلماء ہیں، اور یہ کتابِ مستطاب معتبر ومعتمَد کہ اکابر ائمہ نے اس سے استناد کیا، اور کتبِ حدیث کی طرح اس کی اجازتیں دیں۔ کتبِ مَناقب سرکارِ غوثیت میں باعتبار علوّ اَسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتبِ حدیث میں "موَطّائے امام مالک" کا، اور کتبِ مناقبِ اولیاء میں باعتبار صحتِ اَسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتبِ حدیث میں "صحیح بخاری" کا، بلکہ "صحاح" میں بعض شاذّ بھی ہوتی ہیں، اور اس میں کوئی حدیث شاذّ بھی نہیں، امام بخاری نے صرف صحت کا التزام کیا، اور ان امامِ جلیل نے صحت وعدمِ

---

(۱) "فتاوی رضویہ" ۳۰/ ۶۵۹۔

شُذوذ دونوں کا، اور بشہادتِ علّامہ عمر حلَبی وہ التزام تامّ ہوا؛ کہ اس کی ہر حدیث کے لیے متعدّد متابع موجود ہیں "(۱)۔

حالت سُکر اور ناواقفی

(۷) یہ بات بھی اہلِ طریقت کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے، کہ اس باب میں بزرگوں سے کچھ اقوال حالتِ سُکر میں بھی صادر ہوئے ہیں، ان کا بھی اعتبار نہیں کیا جاتا! اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ع

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا(۲)

ایک تو سُکر کی وجہ سے کچھ بزرگوں سے اقوال صادر ہوتے ہیں، اور دوسرے ناواقفی کی بنیاد پر، لہذا اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: " سُکر تو یہی ہے اور ناواقفی کہ مثلاً حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیّدی عبد الرحمن طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز بَر سرِ منبر فرمایا: "أنا بين الأولياء كالكُركي بين الطُيور أطولُ عُنُقاً" یعنی "میں اَولیاء میں ایسا ہوں جیسا کہ پرندوں میں کُلنگ سب میں اونچی گردن والا "۔ وہیں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید حضرت سیّدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے، انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل (یعنی فضلیت) دی۔ گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں، حضرت سیّدی عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سَر

(۱) "فتاوی رضویہ" ۲۸/ ۳۸۰۔
(۲) "حدائقِ بخشش"۔

سے پیَر تک دیکھا، پھر پیَر سے سَر تک دیکھا، پھر سَر سے پیَر تک دیکھا، غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے، لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا، فرمایا: میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رُونگٹا رحمتِ الٰہی سے خالی نہیں، اور ان سے فرمایا: گدڑی پہن لو، انہوں نے کہا: فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا۔ بارہ روز کے راستہ پر اُن کا مکان تھا، اپنی زوجۂ مقدّسہ کو آواز دی: فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا میرے کپڑے دو! انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لیے!

حضرت سیّدی عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا: کس کے مرید ہو؟ فرمایا: میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، انہوں (عبد الرحمن طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر عرض کرو کہ "بارہ برس سے قُربِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں، آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے!" اِدھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ اُدھر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے فرمایا: "طفسونج جاؤ، راستہ میں شیخ عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو آدمی ملیں گے، ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دو کہ "وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے اُس کو جو دَلان میں ہے؟! اور وہ جو دلان میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھڑی میں ہے؟! اور وہ جو کوٹھڑی میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہانخانۂ خاص (یعنی خاص پوشیدہ جگہ) میں ہو؟! میں نہانخانۂ خاص میں ہوں، اور علامت یہ ہے کہ فُلاں شب بارہ ہزار اَولیاء کو خلعت عطا ہوئے تھے، یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا، اور اس پر سونے سے "قُلْ ھو اللہ" لکھی تھی" یہ سن کر شیخ عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر جھکا لیا"[۱]۔

---

(۱) "ملفوظات اعلیٰ حضرت" حصہ ۳، ص۴۲۳۔

"غوثیتِ کبریٰ" وہ اَرفع مقام ہے جہاں سب کی رسائی ممکن نہیں

حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر غور فرمائیں کہ "صحن والا دَلان والے کو، دَلان والا کوٹھڑی والے کو، کوٹھڑی والا خَلوتِ خاص والے کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟!" ظاہر ہے جو شخصیت صحن میں ہی رہی، اس کو کیا خبر کے دَلان میں کون کون شخصیات موجود ہیں! اس نے تو صحن والوں کو دیکھ کر اعلان کر دیا کہ "ان اَفراد میں سب سے اعلیٰ میرا مرتبہ ہے" اسے اس کی خبر نہ ہو سکی کہ ابھی بہت اَفراد دَلان میں بھی ہیں اور کوٹھڑی میں بھی! اور جو کوٹھڑی تک پہنچ گیا اس نے تو یہ سمجھا کہ میں تو بس کمرے تک پہنچ گیا ہوں، اس سے آگے اب اَور کوئی حصہ بیتِ قُربت میں نہیں؛ کہ کمرہ گھر کا سب سے اندرونی حصہ ہوتا ہے، لیکن اس پر واقفیت نہ ہوئی کہ اس راہ میں اس سے آگے بھی منزل ہے، اور وہ ہے "خلوَتِ خاص" کی، اور وہی "مقام غوثیتِ کُبریٰ" ہے، اور وہی مقام ہمارے سرکار حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے!۔

ایک وہم کا اِزالہ

(۸) کچھ مشہور بزرگوں کے نام لے کر یہ شاذلی حضرات کہتے ہیں کہ "دیکھو یہ سب شاذلی سلسلے سے ہی وابستہ تھے، اور اس طرح بھی سلسلہ قادریہ کے افضل السلاسل ہونے کے یقین سے لوگوں کو متزلزل کرتے ہیں"۔

اس بات سے کون واقف نہیں کہ ہر سلسلے میں مشہور بزرگ ہوئے ہیں؟ حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض کا عالم تو یہ ہے، اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "سائر اَولیائے عشرہ کہ اِحیائے موتیٰ فرماتے تھے، خواہ حضور سے متقدّم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی، وبایزید بسطامی، وسیّد

الطائفہ جنید، وابو بکر شِبلی، وابو سعید خزّار، اگرچہ وہ خود حضور کے مشایخ ہیں، اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند، و حضرت شیخ الشُیوخ شِہاب الدین سُہروَردی، و حضرت سیّدنا بہاء الملّۃ والدین نقشبند، اور ان اکابر کے خلفاء ومشایخ وغیرہم -قدّس الله تعالى أسرارَهم، وأفاض علينا بركاتهم وأنوارَهم- حضور سرکارِ غوثیت مَدار بلااِستثناء اُن سب سے اعلیٰ واکمل وافضل ہیں، اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے، اور تا زمانۂ سیّدنا امام مَہدی ہوں گے، کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جُدا اَفراد ہوں، غوث، قُطب، اِمامین، اَوتادِ اَربعہ، بُدلائے سبعہ، اَبدالِ سبعین، نُقَباء، نُجَباء، ہر دَور کے عُظماء، کُبراء، سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں"[۱]۔

اس سے ثابت کہ خود سلسلہ شاذلیہ کے تمام بزرگ، بلکہ خود صاحبِ سلسلہ، غوثِ زمانہ حضرت امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یافتہ ہیں۔ نیز یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ "حضرت امام ابوالحسن شاذلی اپنے شیخ عبد السلام بن مشیش کے خلیفہ ہیں، اور وہ شیخ ابومدیَن غوث مغربی کے، اور وہ سرکار غوثِ اعظم کے خلیفہ ہیں، لہذا شاذلی سلسلہ اور اس کے مشایخ بھی حضور پُر نور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بحرِ غوثیت ہی سے فیضیاب ہیں!"[۲]۔ ع

(۱) "فتاوی رضویہ" ۲۸/ ۳۶۲۔

(۲) "شیخ عبد القادر جیلانی اور مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" باب ۴، فصل ۲، صـ۱۹۷، مطبوعہ: ادارۂ اہلِ سنت، کراچی۔

یہ چشتی سہروردی نقشبندی
ہر اِک تیری طرف مائل ہے یا غوث

بخارا وعراق وچشت واجمیر
تیری لَو شمعِ ہر محفل ہے یا غوث

مَزرعِ چِشت وبُخارا وعراق واجمیر
کونسی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

دلیل سمعی اور اعلیٰ حضرت

(۹) ان بعض شاذلی حضرات کا دعوی، کہ ہمارا مَوقِف وہی ہے جو اعلیٰ حضرت کا ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مملوکہ "ردالمحتار" پر حواشی لکھے تھے جو "جدالممتار" کے نام سے چھاپ دیے گئے ہیں، ان قلمی حواشی کے آخر میں کچھ اَوراق منسلک تھے، جس پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تحریر موجود تھی، جو بعد میں "مجیرِ اعظم شرح قصیدہ اکسیرِ اعظم" کے آخر میں چھاپی گئی۔ اس تحریر میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا:

"أقول -ورَبّي يغفر لي-: مبحثِ تفضیل سمعی است، عقل مجرّد را بداں راہ نیست فإن المدار مزية القرب والعقل لا يهتدي إلى إدراكه من دون مدرك من السمع، وہیچ دلیلے قائم نہ شدہ بر تفضیلِ سیّدنا الامام بر حضرت سیّدنا الغوث رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ومَن ادّعى فعليه البيان"[1]۔

---

(۱) "مجیرِ اعظم شرح اکسیرِ اعظم" ص۲۰۰، مطبوعہ: رضا اکیڈمی، ممبئی۔

یعنی "میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمائے: کسی کو کسی سے افضل قرار دینے کی بحث سمعی ہے، عقلِ محض کو اس راہ میں دخل نہیں؛ کیونکہ افضلیت کا دار ومدار قُربِ خداوندی کی خصوصیت پر ہے، اور عقل اس کے اِدراک سے قاصر ہے جب تک کسی دلیلِ سمعی کا سہارا نہ ہو، اور سیّدنا امام مہدی کے سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ سے افضل ہونے پر کوئی بھی دلیل قائم نہیں، جو دلیل کا مدّعی ہو دلیل پیش کرے!"۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عبارت کے پیشِ نظر یہ حضرات یہ کہتے ہیں کہ "کسی کو افضل ثابت کرنے کے لیے "دلیل سمعی" درکار ہے، اور دلیل سمعی سے مراد قرآن وحدیث کا ارشاد ہے، چونکہ حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماقبل ومابعد اَولیاء سے افضل ہونے پر کوئی دلیل سمعی یعنی قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں، لہذا حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاَولیاء نہیں۔

اوّلاً: ان بعض شاذلی حضرات کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فتوے سے صرف یہی ایک جملہ "دلیل سمعی" کی ضرورت والا کیوں منظور ہے؟ باقی پورا فتویٰ کیوں قبول نہیں؟؛ کیونکہ اگر یہ پورا فتویٰ تسلیم کرلیں تو ان کے اس باب میں سارے نظریات کی عمارت یکدم زمین بوس ہو جاتی ہے؛ اس لیے کہ اس تحریر میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی بات کا رَد کیا ہے، کہ کوئی حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد: "قدمي هذه على رقبة كلِّ ولي الله"[1] "میرا یہ قدم تمام اَولیاء اللہ کی

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمةِ ربِّه ومَنِّه عليه وفضله صـ٥٢.

گردن پر ہے" کو ان کے زمانے تک محدود سمجھے، اور فرمایا کہ اس ارشاد مبارک کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک محدود ماننے والا بے کار ہَوس میں مبتلا ہے!۔

سرکار غوثِ اعظم کے فرمان "قدمي هذه" کی عمومیت کو توڑنے کا عزم ہوسِ خام ہے

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی فتوی میں فرماتے ہیں: "تعمیمِ ایں ارشاد واجب الانقیاد را عزم شکستن ہوسے خام بیش نیست"[۱]۔ یعنی "حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) کی تابعداری واجب (ضروری) ہے "اس کی عمومیت کو توڑنے (ختم کرنے) کا عزم ہَوس خام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا"۔

نیز اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی تحریر میں فرماتے ہیں: "پس چگونہ نقض کردہ شود بداں بر کلیتِ ارشاد مذکور"[۲]۔ یعنی "بس حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) پر کیونکر نقض (اعتراض) وارد کیا جاسکتا ہے ؟!"۔

بلکہ اسی فتوی میں اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس مَوقِف کا بیان بھی فرمارہے ہیں: "ہم چنیں ایں منصب منتقل شدہ آمدہ است اَز حضرت رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ بحضرت صدیق، واَز صدیق بفاروق، واَز

(۱) "مجیرِ اعظم شرح اکسیرِ اعظم" صـ۲۰۰۔
(۲) ایضًا، صـ۲۰۲۔

وبعثمان، وازو بعلی مرتضٰی، وازو بامام حسَن، وازو بامام حسین باز امام زین العابدین بترتیب تا حضرت عسکری، وبدست اوبود تا ظہورِ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم "[۱]۔ یعنی "ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح یہ منصب منتقل ہوتا آیا ہے، حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ سے حضرت صدیق تک، صدیق سے فاروق تک، ان سے عثمان، ان سے علی مرتضی، ان سے امام حسَن، ان سے امام حسین تک، پھر امام زین العابدین سے بترتیب حضرت امام حسَن عسکری تک، اور ان کے ہاتھ میں یہ منصب سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ظہور تک تھا"۔

یہاں یہ تو نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ان حضرات کا حال یہ ہے کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا...؛ کیونکہ یہاں کڑوا تو کچھ ہے ہی نہیں، سب میٹھا ہی میٹھا ہے، ہاں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اپنے مطلب کا میٹھا تو لے لیا، اور جب مزید میٹھا پیش کیا گیا تو کہنے لگے: نہیں بھائی زیادہ میٹھا ہماری صحت کے لیے مناسب نہیں!۔

دلیلِ سمعی سے امام اہلِ سنت کی مراد صرف قرآن وحدیث میں حصر نہیں

ثانیاً: اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہاں "دلیل سمعی" سے فقط عقیدت اور عقلِ محض کے فیصلے سے احتراز ہے، قرآن وحدیث ہی سے دلیل لانے پر حصر مقصود نہیں، بلکہ یہاں مطلوب یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے ثبوت ہو یا پھر معتمَد علیہ جلیل القدر ائمہ ومشایخ کے ارشادات سے ثبوت ہو۔ اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہاں دلیل سمعی سے مراد کیا ہے؟ وہ خود اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے واضح ہوجاتی ہے،

(۱) ایضاً، ص۲۰۱۔

فرماتے ہیں: "ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقَّق ہے، اور بشہادت اَولیاء وشہادت سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام وبمرویات اکابر ائمۂ کرام ثابت ہے"[۱]۔

نیز اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے، مگر مَن وتُو، زَید وعَمرو کے چاہے کچھ نہیں ہوتا! چاہنا اُس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے، غلبۂ شَوق اَور چیز ہے، اور ثبوتِ دلائل اَور! ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے، بلکہ اکابر کا ارشاد ہے، اَجلّۂ اَعاظم کا جس پر اعتماد ہے، ایک تو خود حضورِ والا کا وہ فرمان واجبُ الاِذعان کہ "قدمِي هذه على رقبةِ كلِّ وليِّ الله"[۲] کہ حضورِ والا سے متواتر ہوا، اور اکابر اَولیاء نے بحکمِ الٰہی اسے قبول کیا، اور قدمِ اقدس اپنی گردنوں پر لیا!"[۳]۔

نیز اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ع

مشائخ میں کسی کی تجھ پر تفضیل
بحکمِ اَولیاء باطل ہے یا غوث[۴]

---

(۱) "فتاوی رضویہ" ۲۸/ ۳۶۲۔

(۲) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمةِ ربِّه ومَنِّه عليه وفضله صـ۵۲.

(۳) "فتاوی رضویہ" ۲۸/ ۳۶۳۔

(۴) "حدائقِ بخشش"۔

یہاں دلیلِ سمعی سے مراد ارشادات کی سماعت ہے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات اور منقبت شریف کے اس شعر سے بالکل واضح ہے کہ "سمع" سے کیا مراد ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاف صاف فرما رہے ہیں کہ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ اَز خود محض اپنی عقل یا فقط عقیدت و محبت کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے، بلکہ معتمَد علیہ بزرگوں کے ارشادات اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو سن کر کہہ رہے ہیں، اور حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کو بھی اسی عبارت مذکورہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلیل مان رہے ہیں۔ تو معتمَد علیہ بزرگوں سے ارشادات سن کر تسلیم کرنا اسی سننے سے "دلیل سمعی" ہے، یعنی محض عقل و عقیدت نہیں بلکہ ارشادات کی سماعت ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں یہ ارشادات تواتر سے ثابت ہیں، کسی ایک یا چند ایک بزرگوں کا ارشاد نہیں۔

ثالثاً: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس فتویٰ مبارکہ سے "دلیل سمعی" والی عبارت نکالی گئیں وہ فتویٰ اس بات پر ہے، کہ حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" عمومیت رکھتا ہے، اور اس کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک محدود نہیں کیا جاسکتا۔ غور فرمائیے! اگر "دلیل سمعی" سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد اس فتویٰ میں فقط "قرآن وحدیث" سے دلیل لانا ہوتا، تو جو فتویٰ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھ رہے تھے، اور جس بات کی عمومیت کو ثابت کرنے کے لیے لکھ رہے تھے، اس پر "قرآن وحدیث" سے کونسی نص وارد ہوئی ہے؟! کیا یہ تصوُّر کیا جاسکتا ہے کہ جس فتویٰ میں "دلیلِ سمعی" بمعنی قرآن وحدیث کی بات کی جارہی ہو، اس فتویٰ کے عنوان پر ہی کوئی دلیلِ سمعی بمعنی قرآن وحدیث نہ ہو۔ اور پھر ایسا تصوُّر اعلیٰ حضرت، امام اہل سنّت امام احمد

رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کیا جانا! لا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ العظیم۔ تو معلوم ہوا کہ دلیلِ سمعی سے اس فتویٰ میں اعلیٰ حضرت کی مراد اکابر و مشائخ عظام کے اقوال ہیں۔

"قلبه على قلب إسرافيل" روایت کی وضاحت

(۱۰) یہ شاذلی حضرات "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کے جداگانہ مقام ہونے کے انکار پر ایک روایت بھی بطور دلیل لاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس میں "غوثیتِ کُبریٰ" کا کوئی جدا مقام بیان نہیں کیا گیا، بلکہ غوثِ زمانہ ہی کا بیان کیا گیا ہے، لہذا ہر "غوثِ زمانہ" ہی اس مقام پر فائز ہوتا ہے اور اس کے وصال کے بعد دوسری شخصیت اس مقام پر فائز ہو جاتی ہے، اس لیے یہ کوئی جدا منصب نہیں ہے"۔ روایت یہ ہے:

«إن لله ﷻ في الخلق ثلاثمائة قلبهم على قلب آدم عليه السلام، ولله في الخلق أربعون قلوبهم على قلب موسى عليه السلام، ولله في الخلق سبعة قلوبهم على قلب إبراهيم عليه السلام، ولله في الخلق خمسة قلوبهم على قلب جبريل عليه السلام، ولله في الخلق ثلاثة قلوبهم على قلب ميكائيل عليه السلام، ولله في الخلق واحد قلبه على قلب إسرافيل عليه السلام، فإذا مات الواحد أبدل الله مكانه من الثلاثة، وإذا مات من الثلاثة أبدل الله مكانه من الخمسة، وإذا مات من الخمسة أبدل الله مكانه من السبعة، وإذا مات من السبعة أبدل الله مكانه من الأربعين، وإذا مات من الأربعين أبدل مكانه من الثلاثمائة، وإذا مات من الثلاثمائة أبدل الله مكانه من العامة، فبهم يحيي ويميت ويمطر وينبت ويدفع البلاء»[1]. قيل لعبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه:

(۱) "الحاوي للفتاوي" للسيوطي، الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد =

وكيف بهم يحيي ويميت؟ قال: "لأنهم يسألون الله إكثار الأمم فيكثرون ويدعون على الجبابرة فيقصمون ويستسقون فيسقون ويسألون فتنبت لهم الأرض ويدعون فيدفع بهم أنواع البلاء"[1].

یعنی "حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ کے مخلوق میں تین سو ایسے بندے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر ہوتے ہیں، اور اللہ کے چالیس ایسے بندے ہیں جن کے دل حضرت موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی کے سات ایسے بندے ہیں، جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی کے پانچ ایسے بندے ہیں، جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی کے تین ایسے بندے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی کا ایک بندہ ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر ہوتا ہے، جب (اس) ایک کا وصال ہوتا ہے اللہ تعالی تین میں سے ایک کو اس کے مقام پر فائز کر دیتا ہے، اور جب تین میں سے کوئی وصال کر جاتا ہے تو اللہ تعالی پانچ میں سے ایک کو اس کے مقام پر فائز کر دیتا ہے، اور جب پانچ میں سے کسی کا وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالی سات میں سے کسی کو اس کے مقام پر فائز کر دیتا ہے، اور جب سات میں سے کسی کا وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالی چالیس میں سے کسی کو اس کے مقام پر فائز کر دیتا ہے، اور جب چالیس میں سے کسی کا وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالی تین سو میں سے کسی کو اس کے مقام پر فائز کر

=

والنجباء والأبدال، ٢/ ٢٩٨، ملتان: مطبعة فاروقي.

(١) المرجع نفسه.

دیتا ہے، اور جب تین سو میں سے کسی کا وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالی عام مؤمنین میں سے کسی کو اس کے مقام پر فائز کر دیتا ہے۔ پس انہی کے ذریعے زندگی اور موت دی جاتی ہے، انہی کے وسیلے سے بارش برسائی جاتی ہے، اور بلاؤں کو دفع کیا جاتا ہے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی گئی کہ ان کے ذریعے کیسے زندگی اور موت دی جاتی ہے؟ فرمایا: "یہ لوگ اللہ سے اُمت کی کثرت کے لیے دعا کرتے ہیں تو انہیں بڑھا دیا جاتا ہے، اور ظالموں کے لیے بددعا کرتے ہیں تو انہیں توڑ دیا جاتا ہے، وہ بارش مانگتے ہیں تو سیراب کر دیا جاتا ہے، وہ سوال کرتے ہیں تو زمین (نباتات) اگائی جاتی ہے، وہ دعا کرتے ہیں تو اَنواع واقسام کی بلاؤں کو اٹھالیا جاتا ہے"۔

یہ روایت ان بعض شاذلی حضرات کے اس مَوقِف پر دلیل کیوں نہیں بن سکتی؛ اس کی چند وجوہات حسبِ ذیل ہیں:

اوّلاً: یہ روایت "اصحابِ خدمت" اور "غوثِ زمانہ" کے مقام کا بیان کرتی ہے نہ کہ "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کا انکار۔

ثانیاً: اس روایت میں "مقام غوثیتِ کُبریٰ" کا ذکر نہیں ہوا، یہ اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ "غوثِ زمانہ" سے بلند کوئی مقام ومرتبہ نہیں؛ کیونکہ عدم ذکر عدم وجود کی دلیل نہیں ہوتا۔

ثالثاً: کسی ایک روایت کو دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں یہ بات موجود نہیں تو اس بات کا وجود ہی نہیں، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کوئی شخص بھی یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ میں تمام احادیث پر نظر رکھتا ہوں۔

اعلی حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: "بڑے بڑے اکابر محدثین ایسی جگہ "لم أرَ ولم أجد" پر اختصار کرتے ہیں، یعنی "ہم نے نہ دیکھی،

ہمیں نہ ملی" نہ کہ تمہاری طرح عدمِ وجدان کو عدمِ وُجود کی دلیل ٹھہرا دیں!۔

صاحبو! لاکھوں حدیثیں علماء اپنے سینوں میں لے گئے کہ اصلاً تدوین میں بھی نہ آئیں، امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں، امام مسلم کو تین لاکھ، پھر صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں۔ امام احمد کو دس لاکھ محفوظ تھیں، "مسند" میں فقط تیس ہزار ہیں۔ خود شیخین وغیرہما ائمہ سے منقول کہ ہم سب احادیث صحاح کا استیعاب نہیں چاہتے، اور اگر اِدّعائے استیعاب فرض کیجیے تو لازم آئے کہ افرادِ بخاری امام مسلم، اور افرادِ مسلم امام بخاری، اور صحاحِ افرادِ سننِ اربعہ دونوں اماموں کے نزدیک صحیح نہ ہوں! اور اگر اس اِدّعاء کو آگے بڑھائے تو یونہی صحیحین کی وہ متفق علیہ حدیثیں جنہیں امام نَسائی نے "مجتبیٰ" میں داخل نہ کیا، ان کے نزدیک حلیہ صحت سے عاری ہوں، وھو کما تری!.

"صحیح بخاری شریف" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: «ما مِن أصحاب النّبي ﷺ أحدٌ أكثَر حديثاً عنه منّي، إلّا ما كان من عبد الله بن عَمرو؛ فإنّه كان يكتب ولا أكتب»[1] "اصحاب نبی ﷺ میں کسی نے حضور اقدس ﷺ سے مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کیں، سِوا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے؛ کہ وہ لکھ لیا کرتے اور میں نہ لکھتا"۔

دیکھو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاف فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں، حالانکہ تصانیف محدثین میں ان کی حدیثیں ان کی احادیث سے بدرجہا کم ہیں، عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف سات سو

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب العلم، باب كتاب العلم، ر: ١١٣، ١/ ٢٢، الرياض: دار السلام.

حدیثیں پائی گئیں، اور ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پانچ ہزار تین سو"۔ (کچھ آگے فرماتے ہیں:) "اب کہیے! حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وہ ہزاروں حدیثیں کیا ہوئیں؟ اور کتبِ حدیث میں ان میں سے کتنی ہاتھ آئیں؟ بس اسی پر قیاس کر لیجیے!"[1]۔

بلکہ "امام رزین اُندلسی" رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کتاب "رزین" جس کا ذکر "مشکاۃ شریف" میں "رواہ رزین" کر کے ملتا ہے، اندلس کے حوادث کا شکار ہو کر مفقود ہو گئی۔ اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اس ارشاد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ بزرگوں کی تصریحات کو بچشم وسر قبول کیا جائے، اور اس روایت میں اگر ذکر نہیں تو انکار کر کے اپنے سر وبال نہ لیا جائے!۔

رابعًا: اس روایت میں واحد یعنی ایک سے پہلے ثلاثہ یعنی تین کا اور ثلاثہ سے پہلے خمسہ یعنی پانچ کا ذکر ہے، اور اربعہ یعنی چار کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے، جبکہ اقوال مشائخ میں اربعہ کا ذکر ہے، جو چار ہستیاں چاروں سمتوں: مشرق، مغرب، شمال، جنوب میں ہوتیں ہیں، انہی کو سلاطینِ اربعہ کہا جاتا ہے۔ تو اگر تین مانیں تو چوتھی مبارک ہستی کا ذکر نہیں، اور اگر پانچ مانیں تو وہ پانچویں ہستی کا کیا ہوا؟ اور اگر ان پانچ میں چار اِدھر اور ایک اُدھر مانیں تو بھی ذکر نہیں، اور ظاہر حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ ثلاثہ یعنی تین ایک ہی مخصوص مقام پر فائز ہوں، اور پانچ ایک ہی مخصوص مقام پر فائز ہوں۔ چلیے کوئی بھی صورت نکال لیجیے، یہ تو ضرور ہے کہ حدیث میں صراحت نہیں، جب اس عدمِ ذکر کے باوجود قبول کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں، تو پھر اس روایت میں ذکر نہ بھی ہو تو بھی "غوثیتِ کُبریٰ" کو "غوثِ زمانہ" سے بلند مقام تسلیم کر لینے میں، اس روایت کے پیشِ نظر کیا حرج لازم آتا ہے؟!

---

(۱) "فتاوی رضویہ" ۲۲/ ۲۹۵۔

قلبِ اسرافیل والی روایت سے بشر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فرشتوں کی افضلیت لازم آتی ہے

خامساً: حضرت ملّا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روایت کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

"وفيه أيضاً ما يشعر بظاهره بتفضيل خواص الملك على خواص البشر، وكذا تفضيل إسرافيل وميكائيل على جبرائيل، والجمهور على خلاف ذلك، والله تعالى أعلم"[1]. یعنی "اس روایت کے ظاہر سے فرشتوں کی بشر (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر افضلیت محسوس ہوتی ہے، اور اسی طرح حضرت اسرافیل و حضرت میکائیل کی افضلیت حضرت جبرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر، اور جُمہور اس کے خلاف ہیں، اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے"۔

اہل سنّت کا یہ عقیدہ و نظریہ ہے کہ انسانوں کے انبیاء کرام و رُسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں، اور یہ بھی کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت اسرافیل و حضرت میکائیل علیہما السلام سے افضل ہیں۔ حضرت ملّا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ان تینوں مقرّب فرشتوں کا انسانوں کے انبیاء و رُسل سے افضل ہونے، اور حضرت اسرافیل اور حضرت میکائیل کے حضرت جبرائیل سے افضل ہونے کا شعور آتا ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور یہ بات جُمہور اہل سنّت کے نظریے اور عقیدے کے خلاف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

---

(١) "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" ر: ٥٤٥٦، ٩/ ٣٥٧، كوئته: المكتبة الحبيبة.

اور امام ذہبی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس روایت کے بارے میں لکھا: "فقاتل الله من وضع هذا الأفك"[1]. یعنی "اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک فرمائے جس نے یہ جھوٹ گھڑا" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ارشاد حضور غوثِ اعظم کی عمومیت

(۱۱) یہ شاذلی حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ "اَور بھی بہت سے بزرگوں نے یہ فرمایا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" لہذا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ فرمانا صرف ان کے اپنے دَور تک محدود تھا، ورنہ باقی بزرگوں کی بے ادبی ہے"۔ یہ فقط ان حضرات کا خیال ہے، ورنہ اس میں کوئی تعرُّض نہیں۔ حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ فرمان اپنی عمومیت پر ہے، آپ کا قدم مبارک ہر ولی کی گردن پر اور ہر غوثِ زمانہ کی گردن پر، اور غوثِ زمانہ کا قدم اس کے دَور کے تمام ولیوں کی گردن پر۔ اگر یہ حضرات کہیں کے اس تعمیم وتخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو "دلیل سمعی" کی تفصیل میں یہ بات ذکر ہو چکی کہ "اس باب میں معتمَد علیہ ائمہ ومشائخ کے اقوال حجت ہیں"۔

یہ عدد مبارک قادریت کی نسبت سے گیارہ نکات ہوئے، بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مگر فی الوقت اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اب تک کی تحریر سے یہ بات سورج سے زائد روشن ہو جاتی ہے کہ "مقام غوثیتِ کُبریٰ" ایک مرتبہ عظمی ومقام رفیع ہے جو "غوثِ زمانہ" سے بلند ہے، اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا اس باب میں مَوقِف کیا ہے وہ بھی خوب واضح ہو گیا۔

---

(۱) "ميزان الإعتدال" حرف العين، عثمان بن عمارة، ٥/ ٦٤، لاهور: المكتبة الرحمانية.

اور میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت امام حسَن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک "مقام غوثیتِ کُبریٰ" پر فائز تمام مقدس شخصیتوں کا زمانہ گزر چکا، اور سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ابھی آیا نہیں۔ یہ دَور حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دَور مبارک ہے، انہی کا فیض جاری ہے، انہی کی بار گاہ سے ولایت کی مہر لگ رہی ہے، اور سارے "غوثِ زمانہ" انہی کے نائب ہیں، حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم کی شان ورفعت وعُلو مرتبہ میں کوئی کمی نہ آئے گی، مگر جو انکار کرے گا وہ اپنا ہی نقصانِ دینی کرے گا!۔ اس دَور میں تو لفظ "غوثِ اعظم" حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی شخصیت کے لیے ایسا لازم ہو چکا ہے کہ کہیں نام نہ بھی لیا جائے، صرف "حضور غوثِ اعظم" ہی کہا جائے تو ہر خاص وعام کا ذہن حضور محبوب سبحانی غوث الاَغواث پیران پیر دستگیر محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جاتا ہے۔ ع

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سَیف تِری
دَم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تِرا ذکر ہے اونچا تیرا

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالی تیرا

اعلی حضرت، امام اہلِ سنّت، مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "الحمد للہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اِس (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت

اُن کے قلبِ مبارک پر تجلّی فرمائی، نبی ﷺ نے خلعت بھیجا، تمام اَولیائے اوّلین وآخرین جمع کیے گئے، سب کے مُواجہ میں پہنایا گیا، ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رِجالُ الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے اَولیاء نے گردنیں جھکا دیں! اَب جو چاہے راضِی ہو جو چاہے ناراض، جو راضِی ہو اُس کے لیے رضا! جو ناراض ہو اُس کے لیے ناراضِی! جس کا جی جلے اس سے کہو: قُل: مُوتُوا بغَیظکم! إنّ الله علیمٌ بذات الصُدور، مرجاؤ! اپنی جلن میں بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ و لله الحجّةُ البالغة! (۱)۔ ع

تجھ سے دَر، دَر سے سگ، اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا
اِس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حَشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا (۲)

اے بارگاہِ رضویت و بارگاہِ غوثیت کلب باب بادب دست بدستہ عرض گزار ہے۔ "گر قبول افتد زہے عزّو شرف"۔

غلامِ اعلیٰ حضرت: ابوالبیان محمد حسّان رضا قادری غفرلہ

28 محرّم الحرام 1448ھ/13 جولائی 2026ء

(۱) "فتاوی رضویہ" ۳۸۵/۲۸ ۔
(۲) "حدائقِ بخشش" ۔